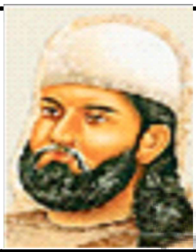

# رخ و زلف پر جان کھویا کیا

# 2

ماخذ: کلیاتِ آتش　　شاعر کا نام: حیدر علی آتش　　ردیف: کیا

## شاعر کا تعارف: (K.B-U.B)

خواجہ حیدر علی آتش (1764ء تا 1846ء) فیض آباد لکھنؤ میں خواجہ علی بخش کے ہاں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی والد کا سایہ سر سے اٹھنے کی وجہ سے آتش کی تعلیم و تربیت با قاعدہ نہ ہو سکی۔ آتش نے فیض آباد کے نواب محمد تقی خاں کی ملازمت اختیار کی اور ان کے ساتھ ہی لکھنؤ چلے آئے۔ نواب صاحب کی شاعرانہ صلاحیتوں اور لکھنؤ کی شاعرانہ فضا نے آتش کی شاعرانہ صلاحیتوں کو جلا بخشی۔ لکھنؤ میں آتش نے مصحفی کی شاگردی اختیار کی۔ آپ کے اپنے ہم عصر شاعر امام بخش ناسخ کے ساتھ کئی ادبی معرکے ہوئے۔ قلندرانہ مزاج کے سید آتش کسی دربار سے منسلک نہیں ہوئے۔ آتش نے مختلف اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی جو تمام ان کے کلیات میں یک جا ہو کر سامنے آئیں۔ یہی ''کلیات'' ان کی یادگار ہے۔

آتش کے اہم موضوعات میں فقر و غنا، توکل، تصوف، بے ثباتی دنیا، اخلاقی مضامین اور خاص لکھنوی موضوعات شامل ہیں۔ مگر آتش کے ہاں عامیانہ اور سوقیانہ پن دکھائی نہیں دیتا جو اس وقت لکھنوی شعرا کے کلام میں جا بجا نظر آتا ہے۔

اس کے علاوہ ان کی غزلوں میں تغزل، رجائیت، سادگی، نادر تشبیہات و استعارات اور عمدہ صنائع بدائع کی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

## مشکل الفاظ کے معانی (K.B)

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
|---|---|---|---|
| تغزل | غزل کہنا | رِندانہ | آزادانہ، اوباشانہ |
| صناعی | کاری گری | رخ | چہرہ |
| مُرصع | وہ نظم یا نثر جس میں ہر لفظ کے مقابلے میں دوسرا لفظ اسی وزن یا قافیے کا ہو | اندھیرے | تاریکی، رات |
| عامیانہ و سوقیانہ پن | عام انداز، غیر معیاری انداز | وصف | خوبی |
| فقر | افلاس، فقیری | موتی | قیمتی پتھر |
| غِنا | دولت مندی، بے نیازی | بسر ہوئی | گزری |
| توکل | بھروسا | بخت | قسمت |
| بے ثباتی | ناپائیداری | بَرہَمن | ہندو عالم، بتوں کا پجاری |
| قناعت پسندی | شکر گزاری | اشک | آنسو |
| درویشانہ رنگ | صوفیانہ انداز | زَنخداں | ٹھوڑی کا خم |
| رجائیت | آرزو سے پُر ہونا، تصویر کا روشن پہلو | حسرت | ناکام آرزو |
| نادِر | نایاب | زُلف | بال |
| صنائع | کاری گریاں، ہنر مندیاں | اجالے | دن، روشنی |
| دندانِ یار | محبوب کے دانت | کِشتِ سُخن | شاعری کی کھیتی |

www.ilmkidunya.com

www.ilmkidunya.com

## اشعار کی تشریح

(U.B-A.B)

**شعر نمبر ا :** لاہور بورڈ G-II-2017

رُخ و زُلف پر جان کھویا کیا
اندھیرے اجالے میں رویا کیا

**حوالہ شعر:۔**

**صنفِ سخن** : غزل

**شاعر کا نام** : حیدر علی آتشؔ

**ماخذ** : کلیاتِ آتشؔ

**مفہوم** : حسنِ محبوب کے عشق میں مبتلا ہو کر دن رات روتا رہا ہوں۔

**تشریح :۔**

آتشؔ کا تعلق دبستان لکھنؤ سے ہے جہاں داخلیت کی بجائے خارجیت کا عنصر نمایاں ہے۔ اسی لیے محبوب کے سراپے کی تعریف میں لیے گئے اشعار کی جتنی نادر مثالیں یہاں کے شعراء کے ہاں ملتی ہیں کسی اور دبستان میں نہیں ملتیں۔

تشریح طلب شعر فکر کے لحاظ سے دو موضوع لیے ہوئے ہے۔ ایک تو سراپا محبوب کی تعریف اور دوسرا معاملہ بندی۔ شاعر کا کہنا ہے کہ محبوب کے چہرے اور زُلفوں کی خوب صورتی کے عشق میں مبتلا ہو کر میں رات دن انھی کے تصور میں کھویا رہتا ہوں۔ انھیں پر اپنی جان فدا کرتا ہوں۔ دن رات انھیں کی تعریف میں نغمہ سرا ہوں۔

؎ پوچھا جو ان سے چاند نکلتا ہے کس طرح
زلفوں کو رخ پہ ڈال کے جھٹکا دیا کہ یوں

یا

؎ دیکھی تھی ایک رات تیری زُلف خواب میں
پھر جب تلک جیا میں پریشان ہی رہا

شاعر کا کہنا ہے کہ پہلے تو محبوب کے سراپے نے مجھے عشق میں مبتلا کیا۔ اُس چہرے اور ان زلفوں نے مجھے دیوانہ بنایا۔ اب جب میں عشق میں بے حال ہو گیا ہوں تو وہی چہرہ وہی زُلفیں اور وہی سراپا دیدار کو میسر نہیں آتا۔ فراق کی ایسی کیفیت ہے کہ ان کی یاد میں دن رات روتا ہوں۔

؎ چاندنی راتوں میں چلاتا پھرا
چاند سی جس نے وہ صورت دیکھ لی

شاعر نے خوبصورت انداز میں اپنے محبوب کے **چہرے کو دن اور زُلفوں کو رات** سے تشبیہ دی ہے۔

شعر کا ایک پہلو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محبوب کا چہرہ جب سامنے ہوتا ہے تو میری زندگی میں روشنی بھر جاتی ہے۔ مگر دیدار کی تاب نہ ہونے کے باعث میں تب بھی روتا ہوں اور جب محبوب چہرے کو زلفوں کی دیوار میں چھپا لیتا ہے تو بھی بے چینی اور بے قراری رلاتی ہے۔

غرض یہ کہ محبت اور عشق میں گریہ زاری تو عاشق کا مقدر ٹھہرتی ہے۔

؎ کچھ عشق تھا کچھ مجبوری تھی جو میں نے جیون وار دیا
میں کیسا زندہ آدمی تھا اک شخص نے مجھ کو مار دیا

غرض یہ کہ شاعر نے رعایت لفظی کا خوب صورت استعمال کیا ہے۔ رخ کی اجالے سے اور زلف کی اندھیرے سے تشبیہ بھی عمدہ خیال کی مثال ہے۔

**شعر نمبر ۲ :** لاہور بورڈ G-I-2017، گوجرانوالہ بورڈ G-II-2014

ہمیشہ لکھے وصفِ دندانِ یار
قلم اپنا موتی پرویا کیا

**حوالۂ شعر:۔**

| | | |
|---|---|---|
| **صنفِ سخن** | : | غزل |
| **شاعر کا نام** | : | حیدر علی آتش |
| **ماخذ** | : | کلیاتِ آتش |

**مفہوم** : محبوب کے دانتوں کی تعریف میں قلم نے ہمیشہ موتی پروئے ہیں۔

**تشریح :۔**

آتش کا تعلق دبستان لکھنؤ سے ہے جہاں داخلیت کی بجائے خارجیت کا عنصر نمایاں ہے۔اسی لیے محبوب کے سراپے کی تعریف میں لیے گئے اشعار کی جتنی نادر مثالیں یہاں کے شعراء کے ہاں ملتی ہیں کسی اور دبستان میں نہیں ملتیں۔

تشریح طلب شعر بھی حسن محبوب کا موضوع لیے ہوئے ہے۔شاعر نے کمال خوب صورتی سے اپنے محبوب کے دانتوں کے اوصاف بیان کیے ہیں عام طور پر دانتوں کو موتیوں سے تشبیہ دی جاتی ہے مگر آتش نے دعویٰ کیا ہے کہ ''وصف دندانِ یار'' بیان کرتے ہوئے اس کا قلم بھی ایسے الفاظ چنتا ہے کہ جیسے موتی پروئے جاتے ہوں۔یعنی محبوب کے دانتوں کی خوب صورتی بیان کرنے کیلئے بھی عام زبان اور الفاظ سے کام نہیں لیا جا سکتا۔اس حسن کے بیان کا تقاضا یہ ہے کہ الفاظ بھی غیر معمولی استعمال کیے جائیں اور الفاظ کی ترتیب بھی غیر معمولی ہو۔

محبوب کے دانتوں کی تعریف میں کئی استاد شاعر رطب اللسان رہے ہیں۔جیسے:

؎ بھاتا ہے اس کو شیر وشکر کا تلازمہ
رکھتا ہے اپنے دانت وہ شیریں دہن سفید

یا

؎ تمھارے دانت نہیں ہیرے کی ہیں کنیاں
تمھارے سامنے موتی کی آبرو کیا ہے

یا

؎ لب ترے لعل ہیں بدخشاں کے
دانت تیرے ہیں لولو اے لالہ

مگر آتش نے جو اندازِ تعریف اختیار کیا ہے وہ حسنِ خیال میں اپنی مثال آپ ہے۔

شعر کا ایک پہلو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ محبوب کے سراپے کی تعریف میں شاعر کا قلم موتی پروتا ہے یعنی اس کا خیال اور اس کی تحریر زیادہ خوب صورت ہے۔

؎ یہ شاعر ہیں الٰہی یا مُصوّر پیشہ ہیں کوئی
نئے نقشے ، نرالی صورتیں ایجاد کرتے ہیں



www.ilmkidunya.com

## شعر نمبر۳:

کہوں کیا ہوئی عمر کیوں کر بسر
میں جاگا کیا ، بخت سویا کیا

## حوالۂ شعر:۔

**صنفِ سخن** : غزل
**شاعر کا نام** : حیدر علی آتشؔ
**ماخذ** : کلیاتِ آتش

**مفہوم** : تمام عمر میں خود تو جاگتا رہا جب کہ میری تقدیر سوئی رہی۔

## تشریح :۔

آتش کو اگر چہ بجا طور پر لکھنوی دبستان کا نمائندہ شاعر تسلیم کیا جاتا ہے لیکن اس کے باوصف اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کہ وہ صرف لکھنوی دبستان کے شاعر نہیں بلکہ دبستان دہلی اور لکھنؤ کے سنگم پر کھڑے ہیں۔ ان کے ہاں خارجی اور داخلی دونوں کیفیتیں ملتی ہیں۔

تشریح طلب شعر بھی انسان کی داخلی کیفیت کا غماز ہے۔ جس میں شاعر نے اپنی تقدیر پر مایوسی کا اظہار کیا ہے۔ ''بخت سویا کیا'' مراد تقدیر کا سونا ہے دوسری طرف ''میں جاگا کیا'' سے مراد میں نے تو ہر طرح سے جدوجہد کی مگر نتیجہ حاصل نہ ہو سکا جس کا سبب صرف یہ ہے کہ میری تقدیر میں نہ تھا۔

؎ بخت نے مجھے ہر چند مٹایا آتش
رہ گیا نام مرا گنبد گرداں کے تلے

شاعر کا کہنا ہے کہ اس نے ہر طرح سے محبوب کی خوشنودی چاہنے کی کوشش کی۔ طرح طرح کے حیلے کیے۔ کیوں کہ محبت اور محبوب کا دیدار اس کا قرب میری قسمت میں ہی نہیں تھا تو میں کیا کرتا۔

؎ میرے سلیقے سے نبھی میری محبت میں
تمام عمر ناکامیوں سے کام لیا

''غم دوراں'' کے حوالے سے بھی یہ شعر اس شخص کی دلی کیفیات کا غماز ہے جس نے بہتر زندگی کے حصول کے لیے ہر طرح کی جدوجہد کی ہو۔ مگر شومئی قسمت اس نے جس کام میں بھی ہاتھ ڈالا اسے نقصان ہوا۔ لہٰذا شاعر قسمت سے گلہ کر رہا ہے کہ ہم نے تو جو کام بھی کیا اس کا فائدہ ہونے کی بجائے نقصان ہی اُٹھایا۔ خود لکھتے ہیں:

؎ نہ پوچھ عالم بَرگشتہ ، طالعی آتش
برستی آگ جو باراں کی آرزو کرتے

بحیثیت مجموعی شعر شاعر کی داخلی کیفیات کا خوب صورت عکاس ہے۔ شاعر کا جاگنا اور ''بخت کا سونا'' صنعتِ تضاد کی عمدہ مثال ہے۔ اس کے علاوہ بول چال کے انداز نے شعر کے حُسن کو بڑھا دیا ہے۔



www.ilmkidunya.com

شعر نمبر ۴:

رہی سبز بے فکرِ کشتِ سخن
نہ جوتا کیا میں ، نہ بویا کیا

حوالۂ شعر:۔

**صنفِ سخن** : غزل

**شاعر کا نام** : حیدر علی آتش

**ماخذ** : کلیاتِ آتش

**مفہوم** : کسی ظاہری محنت اور فکر کے بغیر ہی میری شاعری کی کھیتی ہری بھری رہی۔

**تشریح** :۔

تشریح طلب شعر شاعرانہ تعلّی کی عمدہ مثال ہے۔شاعر نے اعتراف کیا ہے کہ انھوں نے شعر کہنے میں کبھی ظاہری محنت اور ریاضت سے کام نہیں لیا۔ اس کے باوجود اُن کی شاعری اہل ذوق کے یہاں ہمیشہ داد کی مستحق رہی ہے۔ جو کہتے ہیں:

؎ میرا ہر شعر اک عالم تصویر رکھتا ہے
مرقع جان کر ذی فہم دیوان مول لیتے ہیں

دوسرے لفظوں میں شاعر نے اپنی شاعری کو''آورد'' نہیں بل کہ ''آمد'' قرار دیتے ہوئے جتلایا ہے کہ مجھے شعر کہنے کے لیے کسی ذریعے کی کوشش کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ میرے ذہن کی زمین زرخیز ہی رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میری ''فکرِ سخن'' کی کھیتی ہمیشہ سرسبز رہتی ہے۔ یہ اللہ کی عطا ہے۔ میں جس قدر بھی شعر کہ لوں مضامین خیال کم نہیں ہوتے، بڑھتے رہتے ہیں۔ اپنی بات کی وضاحت میں شاعر نے کھیتی کا لفظ استعمال کیا ہے۔کھیتی اس وقت ہری ہوتی ہے۔ جب کسان ہل چلاتا ہے پانی دیتا ہے اور بیج بوتا ہے یعنی شدید محنت کرتا ہے۔مگر شاعر کا کہنا ہے کہ اس کا معاملہ مختلف ہے۔اس کی کھیتی کسی محنت کے بغیر ہی ہری رہتی ہے۔

اپنی روانی طبع میں بہت سے شعرا نے تعلّی سے کام لیا ہے۔ میؔر کہتے ہیں:

؎ ہائے یہ حسن نظر ، وائے یہ رعنائی فن
ہم تو بھوکے ہیں مگر کھیت ہے شاداب اپنا

یا

؎ میؔر دریا ہے سنیں شعر زبانی اس کی
اللہ اللہ رے طبیعت کی روانی اس کی

مشہور نقاد ڈاکٹر عبادت بریلوی کا کہنا ہے کہ غم دِوراں اور غمِ جاناں کا بیان ہی شاعری ہے۔ اگر اس قول کو مدنظر رکھتے ہوئے شعر کو سمجھیں تو بات یوں واضح ہوتی ہے کہ آتش نے اپنا بچپن یتیمی میں گزارا، تعلیم و تربیت سے دور رہے۔ زمانے کے مصائب اور ٹھوکریں ان کے دل پر نقش ہو کر غم دنیا بن گئے۔ پھر جوانی میں جو لکھنؤ کی بانکپن فضا میسر آئی تو غم جاناں کا بھی سبب ہوا۔ لہٰذا ہم کہ سکتے ہیں زندگی میں درپیش حالات و واقعات اور جذبات و کیفیات نے آتش کی فکرِ سخن کی کھیتی کو ہمیشہ ہرا بھرا ہی رکھا۔ انھیں شعر کہنے کے لیے کبھی کوئی کیفیت خود پر زبردستی طاری نہیں کرنی پڑی۔

مجموعی طور پر شعر فکر و فن کی عُمدہ مثال ہے۔فکری صلاحیت کو کھیتی سے تشبیہ دینا اور کھیتی کی مناسبت سے ''جوتنا اور بونا'' کے الفاظ مراۃ النظیر کی خوب صورت نظیر ہیں۔



www.ilmkidunya.com

**شعر نمبر ۵ :**

بَرہمن کو باتوں کی حسرت رہی
خدا نے بتوں کو نہ گویا گیا

**حوالۂ شعر:۔**

**صنفِ سخن** : غزل

**شاعر کا نام** : حیدر علی آتش

**ماخذ** : کلیاتِ آتش

**مفہوم** : برہمن ہمیشہ اسی حسرت میں رہا کہ بتوں سے گفت گو کر سکے۔

**تشریح :۔**

آتش کی غزل میں جو بلند آہنگ اور آتش نوائی ملتی ہے وہ شعرائے کرام کی تمام مانوس آوازوں سے مختلف اور الگ ہے۔انھوں نے غزل کی عام تشبیہات اور پامال اِستعاروں سے ہٹ کر براہِ راست تغزل کا جادو جگایا ہے۔غزل کی علامت کو آتش نے ایک نیا مزاج اور نیا آہنگ دیا۔جس کی مثال وہ بے شمار اشعار ہیں جو ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔جیسے:

ع بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

ع میں جا ہی ڈھونڈتا تیری محفل میں رہ گیا

ع ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا

ایسی ہی ایک ضرب المثل تشریح طلب شعر ہے۔جس میں بتوں کی ''قوت گویائی سے محروم'' صفت کو موضوع بنایا ہے۔

برہمن ہندو پنڈت کو کہتے ہیں جو کہ بتوں کے سامنے ماتھا ٹیکتے ہیں۔اُن کی پرستش و پوجا کرتے ہیں۔ایک بَرہمن کتنی ہی پرستش کر لے خواہ کتنی ہی ریاضت کر لے بت کبھی بھی اُس سے ہم کلام نہیں ہوتے۔کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں قوت گویائی عطا ہی نہیں کی ہے۔

اسی مناسبت سے شاعر نے برہمن کا اِستعارہ ''عاشق'' کے لیے اور بت کا استعارہ ''محبوب'' کے لیے لیا ہے۔اردو شاعری کا محبوب جفا کار ہے۔وہ محبت کا جواب محبت سے نہیں دیتا۔وہ اپنے عاشق پر نظر کرم نہیں کرتا۔خواہ عاشق کیسی ہی ریاضت کر لے۔جس طرح پتھر کا بت ہر احساس سے عاری ہوتا ہے اسی طرح محبوب بھی تمام جذبات احساسات سے عاری ہے۔مومن خان مومن نے بھی اس مضمون کو کچھ یوں باندھا ہے۔

؎ کیوں سُنے عرضِ مُضطرب مومن
صنم آخر خدا نہیں ہوتا

شاعر نے دراصل صفات کی بنا پر اپنے محبوب کو بت کہا ہے۔ساتھ ہی توحید پرست ہوتے ہوئے یہ موقف بھی اختیار کیا ہے کہ اللہ نے اس بت کو قوت گویائی عطا نہیں کی۔اگر وہ چاہے تو بت بھی بات کا جواب دے سکتے ہیں۔یعنی وہ چاہے تو محبوب کے دل میں نرم گوشہ پیدا ہو سکتا ہے۔

؎ صنم خانے سے اٹھ کعبے گئے ہم
کوئی آخر ہمارا بھی خدا تھا

بحیثیت مجموعی تشریح طلب شعر آتش کے انفرادی رنگ کا ثبوت ہے جو فکر اور فن کے لحاظ سے عمدہ مثال ہے۔



www.ilmkidunya.com

**شعر نمبر ۶ :** گوجرانوالہ بورڈ G-I-2017

مزا غم کے کھانے کا جس کو پڑا
وہ اشکوں سے ہاتھ اپنا دھویا کیا

**حوالۂ شعر:۔**

**صنفِ سخن** : غزل

**شاعر کا نام** : حیدر علی آتش

**ماخذ** : کلیاتِ آتش

**مفہوم** : جو غم کی لذت سے آگاہ ہو گیا۔ اس کی تمام عمر آنسو بہاتے گزری۔

**تشریح :۔**

آتش کو اخلاقی شاعری کا بادشاہ کہا گیا ہے۔ اسی خصوصیت نے ان کے کلام میں ایسے اشعار کا بیش بہا خزانہ جمع کر دیا ہے کہ وہ ایسی سچائیوں کا آئینہ بھی بنتے ہیں کہ جو سننے والوں کے لیے زندگی کی بڑی حقیقت ہوتے ہیں۔ آتش کے ایسے شعروں کو آتش کے رندانہ اور قلندرانہ مزاج کے نمائندہ کہا جاتا ہے۔

تشریح طلب شعر آتش کے ہاں داخلیت کی عُمدہ مثال ہے جس میں انھوں نے ایک آفاقی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ انسان کی زندگی میں خوشی کے مقابلے میں غم کی تعداد زیادہ ہے۔

؎ غم اگرچہ جاں گسل ہے پہ کہاں بچیں کہ دل ہے
غمِ عشق گر نہ ہوتا غمِ روزگار ہوتا

جو شخص غم کی لذت سے آشنا ہو جائے، اسے غم برتنا اور اس کے ساتھ جینے کا ہنر آ جائے وہ اپنے ہاتھ اپنے آنسوؤں سے بھگوتا رہتا ہے۔

''اشکوں سے ہاتھ دھونا'' محاورہ ہے جس کے معنی کثرتِ گریہ ہے جب کہ ''غم کھانے'' سے مراد غم برداشت کرنا ہے۔ ایک عاشق کے لیے یہ دونوں کیفیتیں اس وقت بیدار ہوتی ہیں جب اس کی آرزوئیں حسرت میں بدل کر احساس محرومی پیدا کر دیتی ہیں۔ ایک ناکام عاشق سب سے زیادہ دکھ برداشت کرتا ہے اور اس کا واسطہ دن رات آنسوؤں سے رہتا ہے۔

؎ اشک آنکھوں میں کب نہیں آتا
لہو آتا ہے جب نہیں آتا

''اشکوں سے ہاتھ دھونا'' محاورے کو صرف ''ہاتھ دھونا'' ہی تصور کریں تو شعر کا مفہوم یکسر بدل جاتا ہے۔ اس طرح ہم شعر کو یہ معنی بھی پہنا سکتے ہیں کہ غم کی لذت سے آشنا ہونے والا رونے دھونے سے کام نہیں لیتا۔ اُسے غم برداشت کرنے میں اک گُنا لذت میسر آتی ہے۔ یہی لذت اس کی طمانیت کا باعث بھی بنتی ہے۔

بقول شاعر

؎ خِرد ڈھونڈتی رہ گئی وجہ غم
مزا غم کا دردؔ آشنا لے گیا



www.ilmkidunya.com

**شعر ۷۔** گوجرانوالہ بورڈ G-II 2013

زنخداں سے آتش محبت رہی
کنویں میں مجھے دل ڈبویا کیا

**حوالۂ شعر:۔**

**صنفِ سخن** : غزل
**شاعر کا نام** : حیدر علی آتش
**ماخذ** : کلیاتِ آتش

**مفہوم** : اے آتش! تم تو اپنے محبوب کی ٹھوڑی کے خم کے اسیر ہو چکے ہو اور تمھارا دل اس کنویں میں ڈوب چکا ہے۔

**تشریح:۔**

آتش کا تعلق دبستان لکھنؤ سے ہے جہاں داخلیت کی بجائے خارجیت کا عنصر نمایاں ہے۔ اسی لیے محبوب کے سراپے کی تعریف میں لیے گئے اشعار کی جتنی نادر مثالیں یہاں کے شعراء کے ہاں ملتی ہیں کسی اور دبستان میں نہیں ملتیں۔

تشریح طلب شعر میں آتش اپنے محبوب کی ٹھوڑی کے خم سے گہری وابستگی ظاہر کرتے ہیں۔ محبوب سے ان کی محبت کا سبب گویا ٹھوڑی کا خم ہی ہے کیوں کہ وہ اعتراف کرتے ہیں کہ ان کا دل اب ان کے پاس نہیں ہے بلکہ اسی زنخداں میں ڈوب چکا ہے۔ دراصل محبوب ہر حال میں حسین ہی ہوتا ہے۔ اس لیے عاشق کے لیے محبوب کی ہر ادا اور ہر انداز کسی قیامت سے کم نہیں ہوتا ہے۔ محبوب ہنسے تو بجلیاں گرتی ہیں۔ اس کی زُلفوں سے گھٹائیں چھا جاتی ہیں۔ وہ چلے تو دل پر خنجر چلتے ہیں۔ وہ بولے تو پھول جھڑتے ہیں۔ وہ دیکھے تو تیر چلتے ہیں۔ یہ سب صرف نگاہ کا کمال ہے کیوں کہ حُسن، نگاہ کا ذوق ہوتا ہے۔ بقول شاعر:

؎ وہ تو وہ ہے تمھیں ہو جائے گی اُلفت مجھ سے
اک نظر میرا محبوب نظر تو دیکھو

اس ذوق کی وجہ سے ہی آتش محبوب کی ٹھوڑی کو ایک کنویں سے تشبیہ دیتے ہیں۔ چشمِ ظاہری یا چشمِ دل سے وہ جب بھی اس کا نظارہ کرتے ہیں تو ان کا دل بے قابو ہو جاتا ہے۔ دھڑکنوں پر اختیار نہیں رہتا ہے اور اسی زنخداں کے کنویں میں دل ڈوبنے کا گمان ہونے لگتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں شاعر کا اپنے محبوب سے بے پناہ عشق کا سبب اس کی ٹھوڑی کا خم ہی ہے۔ بقول شاعر:

؎ پھر اس کے بعد کیا دیکھے گا کوئی
اسے دیکھے کوئی میری نظر سے

بحیثیت مجموعی شعر فکر وفن کے لحاظ سے شاعرانہ کمال کی دلیل ہے۔ شاعر نے دونوں محاورے مُرصّع ساز کی مہارت سے نگینوں کی طرح جوڑ کر شعر میں حسن پیدا کیا ہے۔ شعر میں روانی اور موسیقیت کا حسین اظہار بھی ہے۔

www.ilmkidunya.com

## مشقی سوالات

(U.B-A.B)

**سوال نمبر ا۔ مختصر جوابات دیں۔**

**( الف): شاعر نے ہمیشہ کس کے وصف لکھے ہیں؟**

جواب: **شاعر نے وصف لکھے**

شاعر نے ہمیشہ اپنے محبوب کے دندان کے وصف لکھے ہیں۔

**( ب): شاعر کی عمر کیسے بسر ہوئی ؟**

جواب: **شاعر کی عمر بسر ہوئی**

شاعر کی عمر ایسے بسر ہوئی کہ وہ خود تو تمام عمر سوزِ عشق میں جاگتا رہا لیکن اس کی قسمت ہمیشہ سوئی رہی۔

**( ج): شاعر نے اپنی کشتِ سخن کے بارے میں کیا کہا ہے؟** لاہور بورڈ G-I-2015، گوجرانوالہ بورڈ G-II-2017

جواب: **کشتِ سخن**

شاعر نے اپنی کشتِ سخن کے بارے میں یہ کہا ہے کہ اس نے اس میں ہل چلایا اور نہ ہی کبھی بیج بویا ہے لیکن پھر بھی یہ ہمیشہ سرسبز و شاداب ہی رہی ہے۔

**( د): برہمن کو کس بات کی حسرت رہی؟** گوجرانوالہ بورڈ G-II 2016

جواب: **برہمن کی حسرت**

برہمن کو اس بات کی حسرت رہی کہ وہ قوتِ گویائی سے محروم بتوں سے کلام کرے۔

**( ہ): شاعر کا قلم کیا کام کرتا ہے؟** لاہور بورڈ G-II-2017

جواب: **قلمِ شاعر کا کام**

شاعر کا قلم اس کے محبوب کے دَندان کی تعریف میں الفاظ کے موتی پروتا ہے۔

**( و): آتش کے نزدیک شاعری کیا ہے؟**

جواب: **آتش کے نزدیک شاعری**

آتش کے نزدیک شاعری، شاعرانہ صنّاعی، مُرصع کاری اور الفاظ کی نگینہ کاری ہے۔

**( ز): آتش کی غزلوں میں کیا خصوصیات پائی جاتی ہیں؟**

جواب: **آتش کی غزل کی خصوصیات**

آتش کی غزلوں میں تغزل، رجائیت، سادگی وسلاست، نادر تشبیہات و اِستعارات، عمدہ صنائع بدائع، رندانہ موضوعات اور آتش بیانی کی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

**سوال نمبر۲۔ درج ذیل تراکیب کے معنی لکھیں۔** (U.B-A.B)

| تراکیب | معانی |
|---|---|
| وصف دندان یار | محبوب کے دانتوں کے اوصاف، خوبیاں |
| فِکر کشتِ سخن | شعروشاعری کی سوچ |



www.ilmkidunya.com

**سوال نمبر۳۔الفاظ کے متضاد لکھیں۔** (U.B-A.B)

| الفاظ | متضاد | الفاظ | متضاد |
|---|---|---|---|
| اندھیرا | اجالا | غم | خوشی |
| جاگنا | سونا | آگ | پانی |

**سوال نمبر۴۔غزل کو غور سے پڑھیں اور درج ذیل کے جواب دیں۔** (U.B-A.B)

**جواب:** **غزل کا مطلع**

اس غزل کا مطلع یہ ہے:

رُخ و زُلف پر جان کھویا کیا
اندھیرے اجالے میں رویا کیا

اس غزل کا مقطع یہ ہے:

**غزل کا مقطع**

زَنخداں سے آتشؔ محبت رہی
کنویں میں مجھے دل ڈبویا کیا

**سوال نمبر۵۔اس غزل ردیف کیا ہے؟** (U.B-A.B)

**جواب:** **غزل کی ردیف**

اس غزل کی ردیف ''کیا'' ہے

**سوال نمبر۶۔پانچویں شعر میں شاعر نے کیا اِستعارہ استعمال کیا ہے؟** (U.B-A.B)

**جواب:** **شعر کا استعارہ**

پانچویں شعر میں شاعر نے 'بت' محبوب کے لیے اور 'برہمن' عاشق کے لیے استعارہ استعمال کیا ہے۔

**سوال نمبر۷۔اِستعارہ کی وضاحت کریں۔** (U.B-A.B)

**جواب:** **اِستعارہ کا تعارف**

**لفظی معنی:** اُدھار لینا

**اصطلاحی معنی:** کسی لفظ کو غیر حقیقی معنوں میں اس طرح استعمال کرنا کہ دونوں میں تشبیہ کا تعلق ہو۔

**مثال:** ماں نے کہا: میرا چاند سو رہا ہے۔

www.ilmkidunya.com

(U.B-A.B)

## کثیر الانتخابی سوالات

1۔ خواجہ حیدر علی آتش کا سنہ پیدائش ہے: گوجرانوالہ بورڈ G-II-2013
(A) ۱۷۲۵ء (B) ۱۸۱۰ء (C) ۱۷۶۴ء (D) ۱۸۴۶ء

2۔ خواجہ حیدر علی آتش کا سنہ وفات ہے:
(A) ۱۷۲۵ء (B) ۱۸۱۰ء (C) ۱۷۶۴ء (D) ۱۸۴۶ء

3۔ خواجہ حیدر علی آتش کے والد کا نام تھا:
(A) سعادت علی (B) تقی خان (C) خواجہ علی بخش (D) میر علی متقی

4۔ آتش پیدا ہوئے:
(A) لکھنو میں (B) دلی میں (C) آگرہ میں (D) فیض آباد میں

5۔ شجاع الدولہ کے عہد میں آتش کے والد دِلّی چھوڑ کر آ گئے تھے:
(A) آگرہ (B) فیض آباد (C) لاہور (D) ملتان

6۔ آتش نے کس نواب کی ملازمت اختیار کی:
(A) نواب مرزا تقی خاں (B) نواب سعادت علی خاں
(C) نواب آصف الدولہ (D) نواب یوسف علی خاں

7۔ آتش نواب مرزا تقی خاں کے ساتھ آ گئے:
(A) لکھنو (B) آگرہ (C) دلی (D) لاہور

8۔ آتش نے شاعری میں شاگردی اختیار کی: لاہور بورڈ G-II-2016
(A) غالب کی (B) میر کی (C) مصحفی کی (D) حالی کی

9۔ آتش کے کئی اَدبی معرکے ہوئے:
(A) امام بخش ناسخ سے (B) میر سے (C) نظیر اکبر آبادی سے (D) انشا سے

10۔ آتش مزاج کے حامل تھے:
(A) درویشانہ (B) صوفیانہ (C) قلندرانہ (D) عاشقانہ

11۔ آتش شاعر تھے:
(A) نظم گو (B) نعت گو (C) غزل گو (D) مرثیہ گو

12۔ شاعری کو شاعرانہ صناعی، مرصع کاری اور الفاظ کی نگینہ کاری کہتے تھے:
(A) غالب (B) میر (C) آتش (D) نظیر

13۔ شاعری میں عامیانہ وسوقیانہ پن دکھائی دیتا ہے:
(A) لکھنوی شعرا کے کلام میں (B) دہلوی شعرا کے کلام میں
(C) لکھنوی اور دہلوی شعرا کے کلام میں (D) کسی میں بھی نہیں



www.ilmkidunya.com

14۔ رُخ وزُلف پر ____ کھویا کیا
(A) دل (B) جان (C) دل وجان (D) جی

15۔ ہمیشہ لکھے وصف ____ یار
(A) دندان (B) زلف (C) رخ (D) رخ وزلف

16۔ کہوں کیا ہوئی عمر ____ بسر
(A) کیسے (B) کیوں کر (C) کیوں (D) کیسے

17۔ مزا ____ کے کھانے کا جس کو پڑا
(A) دکھ (B) غم (C) رنج (D) درد

18۔ ____ میں مجھے دل ڈبویا کیا
(A) زَنخداں (B) چہرے (C) کنویں (D) زلف

19۔ حیدر علی آتش کی غزل کا ماخذ ہے:
(A) کلیاتِ آتش: جلد اول (B) کلیاتِ آتش: جلد دوم (C) کلیاتِ آتش: جلد سوم (D) کلیاتِ آتش: جلد چہارم

20۔ رُخ وزُلف پر جان کھویا کیا۔ رُخ وزلف گرامر کی رُو سے ہے: لاہور بورڈ G-I-2015
(A) مرکبِ عطفی (B) مرکبِ اشارہ (C) مرکبِ جاری (D) مرکبِ عددی

## کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

| | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| C | 10 | A | 9 | C | 8 | A | 7 | A | 6 | B | 5 | A | 4 | C | 3 | D | 2 | C | 1 |
| A | 20 | A | 19 | C | 18 | B | 17 | B | 16 | A | 15 | B | 14 | A | 13 | C | 12 | C | 11 |

www.ilmkidunya.com